بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار

نمبر ۲۳ جلد ۹

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: نذیر احمد افریقی

۱۵ نومبر سنہ ۱۹۳۵ء ۱۷ شعبان سنہ ۱۳۵۴ھ

چندہ سالانہ دو روپیہ

فہرست مضامین

بارگاہِ رب العزت میں عاجزانہ دعا ص ۲

سلسلۂ احمدیہ کیلئے خواتین سے قربانی کا مطالبہ ص ۳

جذبات و احساسات کی دنیا ص ۶

مسلم خواتین کی بہادری ص ۷

امریکن کروڑ پتیوں کا ایک خاندان ص ۱۰

تعدد ازدواج ص ۱۲

اقوال زرّیں ص ۱۸

شیخوپورہ میں تبلیغی جلسہ
تتمّہ
وصیت ص ۱۹

بارگاہِ ربّ العزت میں عاجزانہ دعا

(از محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ شمیمؔ اپر برما)

اپنے ہی در پہ یارب مسلم کا سر جھکا دے
غیروں کی چوکھٹوں سے اُسکی جبیں اُٹھا دے

اگلی سی شمعِ وحدت سینہ میں پھر جلا دے
یہ قصرِ دین و ایماں تو آپ جگمگا دے

وہ قوّتِ عمل دے، وہ عزمِ مستقل دے
الجھا ہوا مقدّر جو قوم کا بنا دے

پھر شعلہ آفریں ہو، وہ جذبۂ نہانی
انسانیّت کی زندہ تصویر جو دکھا دے

مسلم کے دلکو بھر دے، وحدت سے میرے مولا
اور اتحاد باہم کرنا انہیں سکھا دے

سیکھیں یہ پھر سے یاربّ ہونا فدائے ملّت
فسق و فجور انکی نظروں سے تو گرا دے

ابرو پہ بل نہ آئے۔ سو بار سر کٹے گر!
راہِ بقا پہ مرنا، کچھ اسطرح سکھا دے

زرّیں وہ عہدِ رفتہ، پاکیزہ وہ حمیّت!
آنکھوں میں پھر ہماری نقشہ وہی جما دے

احساس بخش مولا پستی کا اُن کو اپنی
ہاں جوشِ بیکراں سے ملّت کو پھر جگا دے

توڑیں حوادثوں کو ہمّت کی ٹھوکروں سے
بزمِ جہاں میں اُن کو تو کامراں بنا دے

قلبِ "شمیم" مضطر ہے وقفِ دردِ ملّت
در پر ترے جھکی ہے تو درد کی دوا دے

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء

سلسلہ احمدیہ کے لئے

خواتین سے قربانی کا مطالبہ

آج کل ہمارا سلسلہ جن نازک حالات میں سے گذر رہا ہے۔ انہیں مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جن مالی اور جانی قربانیوں کا جماعت سے مطالبہ فرمایا ہے۔ ان میں جس طرح مردوں کی شمولیت ضروری ہے۔ اسی طرح خواتین کی شمولیت بھی نہایت ضروری ہے۔ اور تمام بہنوں کو غور کرنا چاہیئے کہ آیا انہوں نے ان قربانیوں میں جن کا سلسلہ اسوقت مطالبہ کر رہا ہے۔ نمایاں حصہ لیا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں لیا تو انہیں اس طرف جلد سے جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ قربانی جس کا اسوقت جماعت کے ہر فرد سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کوئی معمولی قربانی نہیں۔ بلکہ یہ قربانی ہے اپنی جان و مال کی اور یہ قربانی ہے اپنے نفس کی خواہشات کی۔ کیونکہ ہمارا پیارا امام ہمیں حکم دیتا ہے۔ کہ جبتک تم اپنے نفس اور اپنی تمام تر خواہشات کو سلسلہ کیلئے قربان نہ کرو اُسوقت تک احمدیت کا دُنیا میں پھیلنا مشکل ہے۔ اگر ہم گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے حالات پر غور کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کے اُن پیاروں نے عظیم الشان قربانیاں کیں۔ اور سب سے بڑھکر ہمارے حقیقی راہبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت آپ کے صحابہ کرامؓ نے ایسی ایسی قربانیاں کیں۔ کہ دُنیا میں اُنکی نظیر نہیں ملتی انہیں گرم ریت پر لٹایا گیا۔ اُن کے عزیز و اقارب کو اُن سے چھین لیا گیا۔ اُن کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں مگر اُنہوں نے ان باتوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ اور سمجھا کہ ہماری جانیں اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں چلی جائیں۔ تو یہ ہمارے لئے عین راحت ہے۔ یہ قربانی تھی اُن کے نفسوں کی۔ اور یہ قربانی تھی اُن کی خواہشات کی۔ کیا وہ ہمارے جیسا دل نہ رکھتے تھے۔ اور کیا اُن کے سینہ کے اندر ہمارے جیسے جذبات نہ تھے۔ بیشک اُنکے دلوں میں سب کچھ تھا۔ مگر اُنہوں نے اپنی تمام خواہشات اور اپنی تمام امنگوں کو اسلام پر قربان کر دیا۔ اور آج دُنیا میں اپنا نام روشن ستاروں کی طرح چمکتا ہوا چھوڑ گئے۔ اور خدا تعالیٰ کیطرف سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا خطاب حاصل کیا۔ مرد تو مرد اُس زمانہ کی عورتوں نے ایسی ایسی قربانیاں کیں کہ آج دُنیا اُنہیں دیکھ کر محو حیرت ہے۔ وہ جنگوں میں شامل ہوئیں۔ اور شجاعت و بسالت کے ایسے حیرت انگیز کرشمے دکھائیں جس کی نظیر تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آج اگر جماعت احمدیہ دینی اور دُنیوی ترقی کیطرف قدم بڑھانا چاہتی ہے۔ تو اس کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ ہر طرح کی قُربانی کرے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حکموں کی کامل طور پر پیروی کرتے ہوئے۔ احمدیت کو اپنے خون سے سینچے۔ مگر یہ دعوےٰ محض زبانی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ دل کی گہرائیوں سے اس کا اقرار کرنا چاہیئے کہ اگر احمدیت ہماری جانیں مانگے تو ہم دینے کو تیار ہیں۔ پس جماعت کے ہر فرد کو ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ تا اگر مالی جانی قُربانی کا وقت آئے۔ تو وہ بلا خوف وخطر آگے بڑھ سکے۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کئی دفعہ ارشاد فرما چکے ہیں کہ وہ شخص جو قُربانی سے ڈرتا ہے۔ مومن نہیں بلکہ منافق ہے۔ کیونکہ مومن کبھی قُربانی سے نہیں ڈرتا بلکہ وُہ چاہتا ہے۔ کہ اگر خدا کی راہ میں جان بھی چلی جائے تو کوئی پروا نہیں۔ مگر منافق سے مالی قُربانی بھی نہیں ہو سکتی۔ کجا یہ کہ وہ جانی قُربانی کرے۔ میں اس جگہ اپنی بہنوں کے سامنے ایک صحابیہ کا واقعہ پیش کرتی ہوں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا درس القرآن

مصباح کی دلچسپی میں اضافہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہفتہ میں ایک بار خواتین میں قرآن مجید کا درس دیا کرتے ہیں۔ یہ درس جو عجیب و غریب معارف کا حامل ہوتا ہے۔ اب تک باقاعدہ شائع کرنیکا کوئی انتظام نہ تھا۔ مگر بہنیں یہ سنکر خوش ہونگی۔ کہ محترمہ امینہ رشید صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اب ہفتہ وار باقاعدہ درس کے نوٹس مصباح میں برائے اشاعت بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور پہلی قسط جو سورۃ القلم کے درس پر مشتمل ہے۔ بھجوا بھی دی ہے۔ مگر چونکہ اس دفعہ بوجہ دیر میں موصول ہونے کے درس شائع نہیں کیا جا سکا۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اسے انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائیگا۔ اور کوشش کی جائیگی۔ کہ پھر اس میں کوئی ناغہ نہ ہو۔ بہنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ درس کو بغور پڑھیں اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ اور مصباح کی خریداری بڑھانے کی کوشش کریں تا اس قسم کی مفید ترین باتیں جلد سے جلد ان کے سامنے پیش کی جاتی رہیں۔ سورہ تحریم کے تفسیری نوٹ بھی محترمہ آمنہ خاتون صاحبہ کی سعی سے ہمارے پاس موجود ہیں ٭

جس نے اپنے چار بیٹوں کو اسلام پر قربان کرنے کے لئے نذر ہو کر پیش کر دیا۔ اس نیک خاتون کا نام خنساء تھا۔ جو بڑی شاعرہ اور ادیب گزری ہیں۔ اُن کے چار بیٹے تھے۔ اُنہوں نے ایک جنگ کے موقع پر اپنے چاروں بیٹوں کو بلایا۔ اور کہا۔ میرے بچو میرے حقوق تم پر بہت ہیں۔ تمہارا باپ جواری تھا میں نے چار دفعہ اپنے بھائی سے اُسے جائیداد تقسیم کرا کے دی۔ مگر اُس نے جوئے میں برباد کر دی۔ نہ صرف یہ کہ اُسکی اپنی جائیداد کوئی نہیں تھی۔ بلکہ اُس نے میرے بھائی کی دولت کو بھی برباد کر دیا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے میں نے اُس کے بعد اپنی عصمت کی حفاظت کی۔ اور اُس کے خاندان کو بٹہ نہیں لگایا اور بڑی محنت سے تمہاری پرورش کی۔ آج اُس حق کو یاد دلا کر میں تم سے ایک مطالبہ کرتی ہوں۔ کہ تم یا تو جنگ میں فتح حاصل کر کے آنا یا اُس میدان میں مارے جانا۔ ناکامی کی حالت میں مجھے واپس آکر مُنہ نہ دکھانا۔ ورنہ میں تمہیں اپنا حق نہ بخشوں گی۔ عین دوپہر کے وقت جب جنگ شدت سے جاری تھی خنساء آئیں۔ اور اُنہوں نے دیکھا۔ کہ اس جنگ سے بہادروں کا بچ کر آنا مشکل ہے۔ تب اُنہوں نے ہاتھ اُٹھا کر اپنے حقیقی آقا و مولا کے حضور دُعا کی۔ کہ اے خدا میں نے اپنے بچے دین کے لئے قُربان کر دیئے اَب تو ہی اُن کی حفاظت کر۔ خدا تعالےٰ نے ایسا فضل کیا کہ جنگ میں بھی فتح ہو گئی۔ اور اُن کے بچے بھی زندہ واپس آ گئے ؛

پس آپ بہنیں اِن پاک مثالوں کو اپنے سامنے رکھیں۔ اور صحابیات جیسی قربانی کر کے دُنیا کو محوِ حیرت بنا دیں۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے بچوں کی تربیت اس رنگ میں کریں۔ کہ وہ بڑے ہو کر دین پر جان دینے کو تیار ہوں۔ آپ کی یہ بھی ایک قُربانی ہو گی۔ پس بہنوں کو چاہیئے کہ وہ دین کی خاطر ہر طرح کی قُربانی کریں خواہ وہ جانی قُربانی ہو یا مالی۔ اور اگر اُن سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا تو وہ وقت کی ہی قُربانی کریں۔ یعنی اپنے خاص اوقات میں سلسلہ کی ترقیات اور اُسکی مشکلات کے ازالہ کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں کریں۔

مجھے اُمید ہے۔ کہ بہنیں میرے اس مختصر مضمون کو سمجھنے کی کوشش کریں گی۔ اور سلسلہ کے لئے ہر قسم کی قُربانی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کریں گی ؛

(خاکسار احمدی بیگم بنت شیخ فضل حق صاحب سہارنپور یو۔پی)

درخواستِ دعا

محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ شمیم سیلین اپر برما جنکے اکثر مضامین اور نظمیں مصباح میں شایع ہوتی رہتی ہیں عرصہ سے بیمار ہیں اور چلنے پھرنے سے معذور ہیں۔ بہنیں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُنہیں صحت عطا فرمائے ؛ اسی طرح صلاح الدین صاحب خورشید قادیان کی والدہ صاحبہ ریاست جموں و کشمیر کے محکمہ تعلیم سے عرصہ سے معطل ہیں۔ انکی بحالی کے لئے بھی دعا کی جائے ؛

جذبات و احساسات کی دُنیا

آپ جاتے وقت میرے پاس گلاب کے
دو پھول شگفتہ، نازک، اور بے حد لطیف چھوڑ گئے
میرے لبوں نے اُنہیں چُھوا ——— ! میری نگاہ
ان نرم و نازک پتیوں پر جُھکی ——— !
معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں چند دُعائیہ الفاظ
میرے دل سے نکل کر زبان پر آئے ——— !
آپ میرے پاس، اوہ ——— ایک بھاری
ذمہ واری چھوڑ گئے ہیں جس کا احساس میرے اعصاب پر
اسوقت بہت تیز ہوتا ہے۔ جبکہ تمام دیگر خیالات
دب چکے ہوتے ہیں ——— ! اسوقت! ہاں اسوقت
میری رُوح اس نقطۂ مرکزی کے گرد گھومنے لگتی ہے ——— !
آپ ——— محبت کا زبردست جُوا میرے کندھوں پر
ڈال گئے۔ جس کے نیچے مَیں بے طرح دب رہی ہوں۔
لامتناہی محبت کو ——— بمشکل سنبھالتے ہوئے ——— !!
مَیں اپنے کمزور بازوؤں کو پھیلا کر! بصد منت التجا
کرتی ہوں ——— کہ اے انتظار کی شدید گھڑیو!!! مہربانی کرو
اور جلد گذر جاؤ۔ اور! ——— اے محبوب! اپنی بے لوث
محبت کے ساتھ جلد واپس آؤ۔ کہ میرے لئے!! محبت
کی ذمہ واری کا بارِ گراں ناقابلِ برداشت بن رہا ہے ——— !
بتلاؤ اے رات دن کی گردشو!!! مجھے اپنی قسمت
کے فیصلے کا انتظار کب تک کرنا چاہیئے۔ کیا مَیں!!! اس امید
سے اپنے دل کو گرمائے رکھوں کہ بھلے دن عنقریب آئینگے ——— کسقدر قلبی گہرائی میں ——— میری مملوکہ محبت!! پہلے کیطرح بے لوث، مصفا، اور پُر صداقت رہیگی؟؟؟؟؟؟ ("شمیم" از سیلین اپر برما)

چوبیس ۲۴ نومبر سیرت النبیؐ کی تقریب

پر

"مصباح" کا منظوم پرچہ "خلق محمدیؐ" تقسیم کیا جائے

"خلق محمدیؐ" مصباح کا ایک منظوم رسالہ ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بےنظیر اخلاق کے متعدد تاریخی واقعات نظم کئے گئے ہیں۔ تمام اشعار ایک ہزار کے قریب ہونگے۔ ہر اعلےٰ خلق کے متعلق کوئی نہ کوئی واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ سیرت النبیؐ کے جلسے چونکہ ۲۴۔ نومبر کو ہونگے۔ اسلئے خواتین جماعت احمدیہ اگر اس موقع پر یہ رسالہ بکثرت تقسیم کریں۔ تو بہت بڑا ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔ ایک روپے کے بارہ رسالے دئے جائینگے۔ محصول ڈاک دفتر کے ذمے ہوگا۔ سوائے خرچ منی آرڈر اور "وی۔پی" کے۔ ایک رسالہ کی قیمت ڈیڑھ آنہ ہے۔ اگر جماعت احمدیہ کی خواتین اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کے پتے جنہیں وہ یہ رسالہ بھجوانا چاہتی ہیں۔ لکھکر دفتر مصباح میں بھجوا دیا دیں اور مطلوبہ تعداد کی وضاحت کر دیں۔ تو انہیں سے رسالہ بذریعہ ڈاک انہیں بھجوا دیا جائیگا۔ (مینیجر مصباح قادیان)

مُسلم خواتین کی بہادری

جہاد کے لئے مجاہدین کی فراہمی کا اعلان ہوچکا تھا۔ اطراف و جوانب سے مُسلمان جوق در جوق آرہے تھے۔ تمام حجاز میں جوش کا طوفان اُمنڈ آیا تھا۔ نوجوان تو ایک طرف بوڑھے بچے اور عورتیں بھی لڑائی کے لئے تیاریاں کر رہے تھے؛

حضرت ضرار بھی تیار ہو رہے تھے۔ ان کا ارادہ بھی جنگ کے لئے جانے کا تھا۔ ان سے چھوٹی بہت چھوٹی ایک ہمشیرہ تھیں۔ ان کا نام خولہ تھا۔ نہایت حسین نازک اندام اور کمسن تھیں حضرت ضرار کو فکر تھا کہ انہیں کس کے پاس چھوڑ کر جائیں۔ کیونکہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہوچکا تھا۔ صرف والدہ زندہ تھیں وہ بھی نحیف اور کمزور تھیں۔

ایک روز حضرت خولہ نے حضرت ضرار سے دریافت کیا "کیا آپ جنگ پر جائیں گے" حضرت ضرار نے کہا "ہاں مَیں ارادہ کرچکا ہوں خدا میرے ارادے کو پُورا کرے" حضرت خولہ بولیں "اور مَیں بھی ارادہ کرچکی خدا میرے ارادے کو پُورا کرے" حضرت ضرار نے حیرت سے حضرت خولہ کو دیکھ کر کہا "تم بھی ارادہ کرچکی ہو" حضرت خولہ نے سنجیدگی سے کہا "جی ہاں" حضرت ضرار ۔ "تم نہیں جانتی ۔ کہ غیر ممالک میں غیر لوگوں سے لڑنے میں کس قدر اذیتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ حضرت خولہ "اگرچہ میں جانتی نہیں لیکن سمجھتی ضرور ہوں" حضرت ضرار "شاید تم وہاں کی سختیوں سے گھبرا جاؤ" حضرت خولہ نے جوش میں آکر کہا۔ "کیا ایک مُسلمان لڑکی سختیوں سے گھبرا سکتی ہے؟ خدا کی قسم کبھی نہیں۔ آج جو جوش مَردوں میں ہے۔ وہی عورتوں میں بھی ہے۔ حضرت ضرار "مبارک ہے یہ جوش۔ اگر تم چلنا چاہتی ہو تو مَیں تمہیں اپنے ساتھ ضرور لے چلوں گا" حضرت خولہ خوش ہوگئیں۔ اگرچہ تلوار چلانا گھوڑوں پر سوار ہونا خوب جانتی تھیں۔ مگر اُنہوں نے پھر تجدید مشق شروع کردی۔ اور صرف اُنہوں نے ہی نہیں۔ بلکہ ہر ایک عورت نے جو میدانِ جنگ میں جانے کے لئے تیاریاں کر رہی تھی آخر مجاہدین کا لشکر بڑے جوش و خروش سے ملک شام کی طرف روانہ ہوُا۔ اس لشکر کے ساتھ کئی عورتیں تھیں۔ جو جوشِ شجاعت میں غرق جہاد کے لئے جارہی تھیں۔ پُرجوش مجاہدین کا یہ لشکر ملک شام میں پہنچکر فتوحات کے پرچم اڑاتا شہروں پر شہر فتح کرتا حمص جا پہنچا۔ اور حمص کو فتح کرکے جابیہ میں جا اُترا۔ یہ جنگ رومی عیسائیوں سے تھی۔ جنہیں اپنے زور و قوت پر ناز تھا جنکی سلطنت نہایت وسیع اور باعظمت تھی۔ ہرقلِ اعظم ان کا شاہ تھا جو اپنے دارالسلطنت انطاکیہ میں رہتا تھا۔ ہرقلِ اعظم کو جب یہ معلوم ہوُا۔ کہ ملک شام کے کئی شہروں پر مُسلمانوں کا قبضہ ہوگیا ہے۔ تو اُس نے مُسلمانوں سے انقطاعی جنگ کرنے کے لئے اط

ملک سے رومی عیسائی فراہم کئے۔ اور جب انکی تعداد دس لاکھ ہوگئی۔ تو انہیں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے روانہ کردیا۔ مسلمانوں کی کل تعداد ستائیس ہزار تھی۔ دشمنوں کے اِس قدر کثیر لشکر کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ کچھ مشوّش ہوئے۔ اسلامی لشکر کے سردار حضرت عبیدہ بن الجراح تھے۔ رومیوں کا لشکر یرموک کے میدان میں خیمہ زن ہوگیا۔ اسلامی لشکر نے بھی اسی میدان میں آ ڈیرا جمایا۔ یوں تو یرموک میں کئی روز تک خون آشام لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لیکن ایک روز رومیوں نے اپنی پوری طاقت کا مظاہرہ کیا اس روز شدید جنگ ہوئی۔ رومیوں کا سپہ سالار باہان ارمنی تھا۔ جو بڑا ہی پُرجوش اور دلیر شخص تھا۔ مسلمانوں کو پیس ڈالنے کا عہد کرکے آیا تھا۔ اس نے ایک روز صبح ہوتے ہی اپنے تمام لشکر کو میدانِ جنگ میں لاکر صف بستہ کردیا۔ چونکہ اس کا لشکر بہت زیادہ تھا۔ اسلئے دُور تک سوار پیادے پھیلتے چلے گئے۔ مسلمان عیسائیوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھے نمک کی مثال تھے۔ وہ بھی آراستہ ہوکر جنگ میں عیسائیوں کے سامنے صفیں مرتب کرکے کھڑے ہوگئے۔ مُسلِم خواتین کو ایک اونچے ٹیلے پر چڑھا دیا گیا۔ اور ہدایت کی گئی کہ اگر کسی طرف کے مسلمان پیچھے ہٹنے لگیں تو وہ انہیں لڑنے کی ترغیب دیکر میدانِ جنگ کی طرف لوٹا دیں۔ اس لشکر کے ہمراہ شیرِ اسلام حضرت خالد بن ولید بھی تھے۔

جب صفیں جم گئیں۔ تو رومیوں نے یورش کی انکا لشکر سیلاب کی طرح بڑھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سمندر میں موجیں اُٹھنے لگی ہیں۔ خوف تھا کہ کہیں یہ سیلاب مسلمانوں کو بہا نہ لے جائے۔ لیکن مسلمانوں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ وہ استقلال سے کھڑے تھے۔ جب عیسائی حملہ آور ہوئے۔ تو مسلمانوں نے اپنی پوری قوّت سے مدافعت کی۔ جنگ شروع ہوگئی۔ نہایت خونریز لڑائی ہوئی۔ تلواریں بلند ہو ہوکر سرو تن کے فیصلے کرنے لگیں۔ سرفروش قتل ہونے لگے۔ تمام میدان شور و غل سے گونج اُٹھا۔ اگرچہ ہر مسلمان بڑی جرأت سے قدم جمائے جنگ میں مصروف تھا۔ لیکن رومیوں کا لشکر بڑھا چلا آرہا تھا گویا وہ مسلمانوں کو کچلنا چاہتا تھا۔ مسلمان جلدی جلدی انہیں قتل کررہے تھے۔ مگر جب کوئی رومی قتل ہوتا۔ تو فوراً دوسرا اُس کی جگہ آجاتا۔ اس طرح ان کی تعداد کم نہ ہوتی تھی۔ اور وہ برابر بڑھے آرہے تھے۔ اتفاق سے مسلمانوں کا بایاں بازو کمزور تھا۔ اس طرف رومیوں نے زیادہ زور دیا۔ اگرچہ مسلمان اپنی قوت سے زیادہ لڑے۔ لیکن کم ہونیکی وجہ سے پیچھے ہٹنے لگے۔ اور اس قدر پیچھے ہٹے کہ اسی ٹیلہ کے قریب آگئے۔ جس پر خواتین عرب بیٹھی تھیں۔ حضرت خولہ انہیں پیچھے ہٹتے دیکھکر بےچین ہوگئیں۔ وہ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ اُنہوں نے کہا "اے اسلام کی مایۂ ناز خواتین اب ہمارے امتحان کا وقت آگیا ہے۔ اُٹھو اور مرنے مارنے کے لئے تیار ہوجاؤ" فوراً تمام عورتیں اللہ اکبر کا نعرہ لگاکر کھڑی ہوگئیں۔

جن کے پاس تلواریں تھیں۔ اُنہوں نے تلواریں سنبھال لیں۔ اور جن کے پاس تلواریں نہ تھیں۔ اُنہوں نے خیموں کی چوبیں نکال کر ہاتھوں میں لے لیں۔ جوں ہی مُسلمان پیچھے ہٹے شیرِ دل مُسلم خواتین فوراً ٹیلے سے نیچے اُتر آئیں۔ اور رُومیوں سے لڑنے کے لئے بڑھیں۔ جو مُسلمان پیچھے ہٹتے آتے تھے۔ اُن میں حضرت ابوسفیان بھی تھے۔ عورتوں میں اُن کی بیوی ہندہ تھی۔ حضرت ہندہ جوش میں آکر بڑھیں۔ اُنہوں نے حضرت ابوسفیان سے کہا "شرم کرو۔ میرے سرتاج شرم کرو۔ تم عیسائیوں کے سامنے دب کر پیچھے ہٹتے چلے آ رہے ہو۔ تمام عرب میں مجھے بدنام کرانا چاہتے ہو۔ کیا عورتیں مجھے طعنہ نہ دیں گی۔ کہ میرا شوہر شکست کھا گیا تھا" ابوسفیان یہ سُنتے ہی سنبھلے۔ اُنہوں نے سنبھل کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا۔ ان کے ساتھ ہی حضرت ہندہ نے بھی حملہ کیا۔ اور پہلے ہی حملہ میں ایک عیسائی کو مار ڈالا۔ عورتوں نے اپنے سروں سے چادریں لپیٹ رکھی تھیں۔ انہوں نے بڑھ کر عیسائیوں پر حملے کرنے شروع کر دئے تھے۔ جو خواتین چوبیں لئے ہوئے تھیں۔ وہ عیسائیوں کے سروں پر چوبیں مارتیں یا گھوڑوں کے مونہوں پر اور بھیجا بھوڑ ڈالتی تھیں۔ یوں تو ہر عورت نہایت دلیری سے لڑ رہی تھی۔ لیکن نازک اندام حضرت خولہ سب سے زیادہ جوش سے لڑ رہی تھیں۔ ان کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ لپک لپک کر حملے کر رہی تھیں۔ اُنہوں نے کئی عیسائیوں کو مار ڈالا۔ ایک عیسائی نے تلوار اٹھا کر ان پر حملہ کیا۔ وہ ایسی پھرتیلی تھیں۔ کہ جب کوئی ان پر حملہ کرتا۔ وہ کود کر دُور نکل جاتی تھیں لیکن اس وقت دوسری طرف متوجہ تھیں۔ اس لئے تلوار ان کے سر پر پڑی پیشانی پر خون بہنے لگا۔ لیکن انہوں نے اپنے زخمی ہونے کی کوئی پروانہ کی۔ غصہ میں آکر شیرنی کی طرح بڑھیں۔ اور جس نے ان پر حملہ کیا تھا۔ تلوار مار کر اُس کا خاتمہ کر دیا۔ عورتیں کچھ ایسی بے جگری سے لڑیں۔ کہ عیسائیوں کی پیش قدمی رُک گئی جب مردوں نے عورتوں کو اس طرح لڑتے دیکھا۔ تو وہ جوش و غیرت میں آکر پلٹے اور شیروں کی طرح عیسائیوں پر جا ٹوٹے ؛

اِدھر مجاہدین اسلام نے پلٹ کر حملے کئے۔ اُدھر مسلم خواتین بے نظیر جرأت و ہمّت سے لڑیں۔ ان پیہم حملوں نے شکست کو فتح میں بدل دیا۔ عیسائی گھبرا کر پیچھے ہٹے۔ عورتوں نے بڑھ کر حملے کئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عیسائی شکست کھا کر بھاگے۔ عیسائیوں کے اِس محاذ پر پسپا ہونے سے عیسائی ہر جگہ شکست کھا کر بھاگنے لگے اور شام سے پہلے ہی پہلے میدانِ جنگ عیسائیوں سے صاف ہو گیا ؛

یہ تھی مُسلم خواتین کی وہ جنگ جس نے لڑائی کا پانسہ بدل دیا۔ اور اس جنگ کی وجہ سے

تاریخوں میں ان کا نام جلی حروف سے لکھا نظر آتا ہے۔ کیا آج بھی مسلم خواتین ایسا ہی جوش ایسا ہی استقلال اور ایسی ہی جرأت رکھتی ہیں؟ اس جنگ کی فتح کا سہرا مسلم خواتین ہی کے سر رہا جو پردے میں رہتی تھیں۔ لیکن ان شیر دل عورتوں کی روح رواں حضرت خولہ ایک کمسن اور نازک لڑکی تھیں۔ جنکے کارنامے آجتک زندہ جاوید ہیں۔ (ماخوذ)

(خاکسار محمد ابراہیم مدرس ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ)

امریکن کروڑپتیوں کا ایک خاندان

بہت لوگ ہیں جنہیں دولت اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ مگر ایسے بھی انسان ہیں۔ کہ چین نہیں لیتے جبتک کہ دولت کو اپنی لونڈی نہ بنالیں۔

جارج وینڈربلٹ جس کا والد ایلفرڈ وینڈربلٹ ایک جہاز کے غرق ہونے کیوقت سمندر میں ڈوب مرا تھا۔ چند دنوں سے اکیس برس کی عمر کو پہنچ گیا ہے۔ اور اس نے اپنے والد کی ساڑھے پانچ کروڑ روپے کی جائیداد حاصل کرلی ہے۔

جارج وینڈربلٹ اس طرح اس امیر کبیر خاندان کا ایک لیڈر بن رہا ہے۔ جسے امریکہ کا بے تاج شاہی خاندان کہا گیا ہے۔ یہ وہ خاندان ہے کہ اسکی دعوتوں کی شان کا نمونہ دنیا بھر میں نہیں ملتا۔ اور کئی شہزادے اس خاندان کی لڑکیوں سے شادی کرنے بیتاب رہ چکے ہیں۔

لیکن یہ شان یہ امارت ان لوگوں کو کہاں سے حاصل ہوگئی۔ ایک نوجوان سے جس نے سولہ برس کی عمر میں اپنی کشتی کرایہ پر چلانی شروع کی۔ لیکن بیاسی برس کی عمر میں مرنے کے وقت وہ امریکہ کا سب سے زیادہ امیر انسان تھا۔ یہ بوڑھا جس کا نام کورنیلیٹس تھا۔ ۱۷۹۴ء میں نیویارک کے قریب سٹیٹن نام جزیرہ میں کاشتکاروں کے ایک خاندان میں پیدا ہوا۔

سولہ برس کی عمر میں اس نے اس جزیرہ اور نیویارک کے درمیان کشتی چلانی شروع کی۔ وہ سولہ گھنٹے روزانہ کام کرتا۔ پہلے سال کے اختتام پر اس نے اڑھائی ہزار روپیہ اپنی والدہ کو دیا۔ اور تین اور کشتیوں میں حصہ دار بن گیا۔ تئیس برس کی عمر کو پہنچتے وقت اسکے پاس پچیس ہزار روپیہ تھا۔ اور وہ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ کما رہا تھا۔ لیکن اس کا خیال تھا کہ اس کے موجودہ کاروبار میں بہت کم آمد کی گنجائش ہے۔

انہیں ایام میں جہازوں کے لئے بھاپ کا استعمال شروع ہوچکا تھا۔ کورنیلیٹس نے اپنا کاروبار بند کردیا۔ اور ایک شخص کے جہاز میں تھوڑی سی تنخواہ پر ملازمت اختیار کرلی۔ بارہ سال تک اس نے یہ ملازمت کی۔ اور جہازوں کے متعلق

جو کچھ سیکھا جا سکتا تھا۔ اُس نے سیکھا۔ اور روپیہ جمع کرتا رہا۔ اُس کا جہاز بغیر لائیسنس کے کاروبار کرتا تھا۔ اسلئے حکومت کے افسر متواتر اُسکی تاک میں لگے رہتے۔ ایک دفعہ لگاتار ساٹھ دن تک پولیس کے افسر اُسے گرفتار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر کورنیلیٹس اُن کے قابو میں نہ آیا۔ اُس نے ایک پوشیدہ کمرہ بنا رکھا تھا۔ جس میں وہ بوقت ضرورت چھپ جاتا ٭

پینتیس ۳۵ برس کی عمر میں اُس نے خود جہاز بنانے شروع کرئیے۔ اُس کے جہاز دوسرے جہازوں کی نسبت زیادہ تیزرو اور آرام دہ ہوتے۔ اِس لئے جلدی اُس نے اپنے مخالفین کو شکست دیدی۔ اور اُن کے کاروبار کو خرید لیا۔ چالیس ۴۰ برس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے پہلے وہ بیس ۲۰ جہازوں اور ساڑھے تیرہ لاکھ روپے کا مالک ہو چکا تھا۔ مزید پندرہ سال تک اُس نے اپنے کاروبار کو فروغ دیا۔ سنہ ۱۸۴۹ء میں ریاست کیلیفورنیا میں سونا دریافت ہوا۔ بجائے جنوبی امریکہ کے گرد چکر لگا کر کیلیفورنیا پہنچنے کے کورنیلس وینڈربلٹ نے ایک اور راستہ معلوم کرلیا۔ جو دوسرے راستہ سے کئی گنا چھوٹا اور کم خرچ تھا۔ وہ نیویارک سے بحر اوقیانوس میں سے ہوتا ہوا وسطی امریکہ کے ساحل پر پہنچا۔ وہاں سے کئی ایک خطرناک اور تیز رو آبشاروں میں سے گزرتے ہوئے ایک دریا کے ذریعہ امریکہ کے مغربی ساحل کے قریب پہنچ جاتا۔ باقی فاصلہ چھکڑوں کے ذریعہ طے کرتا۔ درحقیقت اس کے انجنیئروں نے مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ دریا جہاز رانی کے قطعاً ناقابل ہے۔ لیکن وینڈربلٹ جہاز چلانے کے لئے خود تیار ہوگیا۔ جب دریا کے پانی کی گہرائی کم ہوگئی۔ تو اُس نے جہاز کو لوہے کے رسّوں کے ذریعہ اُوپر کیطرف کھینچا۔ اور نہایت غیر معمولی شجاعت کے ساتھ آبشاروں میں سے گزر گیا۔ جب اُسے یقین ہوگیا۔ کہ نیا راستہ قابلِ استعمال ہے۔ تو اُس نے ملک کے جانباز نوجوانوں کو اپنے گرد جمع کیا۔ اور چودہ لاکھ روپیہ سالانہ کمانے لگ گیا ٭

پچپن ۵۵ سال کی عمر کے بعد وہ کپتان کے نام سے مشہور ہوگیا۔ ان دنوں وہ نیویارک کے سب سے امیر لوگوں میں شمار ہوتا۔ لوگوں کا خیال تھا۔ کہ آیندہ نسلوں میں بوڑھا وینڈربلٹ ایک کامیاب جہاز ران کے طور پر یاد کیا جائے گا۔ وہ ستّر برس کا ہوگیا تھا۔ اور ساڑھے چھ کروڑ روپے کا مالک تھا۔ وہ کہا کرتا کہ ریلوے کمپنیوں میں وہ ہرگز حصہ دار نہ بنے گا۔ مگر یکدم اُس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اور تمام جائیداد کو فروخت کر کے مختلف ریلوے کمپنیوں کا اہم حصہ دار بن گیا۔ لوگ کہا کرتے کہ بوڑھا پاگل ہوگیا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ اپنی آخری عمر میں اپنے روپے کو دُگنا چوگنا کر رہا تھا۔ نئے کاروبار کے پہلے پانچ سالوں میں

اُسے ساڑھے چھ کروڑ روپے کا منافع حاصل ہو چکا تھا۔ ستّر برس کی عمر میں وہ محض ایک کروڑ پتی تھا۔ مگر آہستہ آہستہ وہ یورپ بلکہ تمام دُنیا میں مشہور ہو گیا۔ اُس نے اپنی تفریح طبع کے لئے ایک ایسا جہاز بنایا۔ کہ اس جیسا جہاز دُنیا بھر میں پہلے کبھی دیکھا نہیں گیا تھا؛

اسّی برس کی عمر میں وہ نہایت ہی امیر کبیر تھا۔ اور دُنیا کے امیر ترین رقبہ میں سے گزرتی ہُوئی نیویارک سے شکاگو تک کی ۹۰۰ میل لمبی ریلوے لائن کا وہ مالک تھا۔ صحت نہایت اعلیٰ تھی۔ وہ قریباً قریباً بالکل اَن پڑھ تھا۔ جب بیاسی ۸۲ برس کی عمر میں وُہ مرا تو اُس نے ستائیس ۲۷ کروڑ روپے کی جائیداد چھوڑی؛

اس جائیداد کا اکثر حصہ اُس کے لڑکے ولیم ولینڈر بلٹ کو ملا۔ اُس نے اپنے باپ کی جائیداد میں سے نیویارک کے ففتھ ایونیو پر امریکہ کی ایک نفیس ترین عمارت بنوائی۔ جس پر ساڑھے چھ کروڑ روپیہ صرف ہُوا۔ عمارت کے اختتام پر جب اُس نے اپنے دوستوں کو دعوت دی۔ تو مہمانوں نے سونے کی طشتریوں میں کھانا کھایا۔ اور ساٹھ ہزار روپیہ خرچ کر کے دُور دراز ملکوں سے دعوت کے لئے پھول منگوائے گئے؛

ولیم اپنے باپ کے بعد صرف آٹھ برس تک زندہ رہا۔ لیکن اس نے ایسی قابلیّت سے اپنے کاروبار کو چلایا۔ کہ موت کے وقت اُس کے پاس پچاس کروڑ سے زیادہ روپیہ تھا؛

تعدّدِ ازدواج

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

رو یہ کیسی بے انصافی ہے۔ کہ جن لوگوں کے مقدس اور پاک نبیوں نے سینکڑوں بیویاں ایک ہی وقت میں رکھی ہیں۔ وہ دو یا تین بیویوں کا جمع کرنا ایک کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ اِس فعل کو زنا اور حرامکاری خیال کرتے ہیں۔ کسی خاندان کا سلسلہ صرف ایک بیوی سے ہمیشہ کے لئے جاری نہیں رہ سکتا بلکہ کسی نہ کسی فرد سلسلہ میں یہ دقّت آ پڑتی ہے۔ کہ ایک جورو عقیمہ اور ناقابل اولاد نکلتی ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے۔ کہ در اصل بنی آدم کی نسل ازدواج مکرّر سے ہی قائم دوائم چلی آتی ہے۔ اگر ایک سے زیادہ بیوی کرنا منع ہوتا۔ تو اب تک نوع انسان قریب قریب خاتمہ کے پہنچ جاتی۔ تحقیق سے ظاہر ہوگا۔ کہ اس مبارک اور مفید طریق نے انسان کی کہاں تک حفاظت کی ہے۔ اور کیسے اُس نے اُجڑے ہُوئے گھروں کو بیک دفعہ آباد کر دیا ہے۔ اور انسان کے تقویٰ کے لئے یہ فعل کیسا زبردست ممد و معین ہے۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان

پایا جاتا ہے۔ جیسے ایّام حمل اور حیض نفاس ہیں۔ یہ طریق بابرکت اُس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے۔ اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رو سے کرسکتا ہے۔ وہ اُسے بخشتا ہے۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجُوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیّرِ عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے۔ تو مرد کی قوّت فاعلی جس پر سارا دار و مدار عورت کی کارروائی کا ہے۔ بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں۔ کیونکہ کارروائی کی کَل مَرد کو دی گئی ہے۔ اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے ہاں اگر مَرد اپنی قوّت مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے۔ تو قُرآنی حکم کے رُو سے عورت اُس سے طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پُوری پوری تسلّی کرنے پر قادر ہو۔ تو عورت یہ عذر نہیں کرسکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ وار اور کاربرار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاقت اور مُتّقی اور پارسا طبع ہیں۔ اُن کے لئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفس امّارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں۔ مگر اِس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں۔ کیونکہ بوجہ اندرونی بیقیدی کے جو اُن میں پھیل رہی ہے۔ اُن کو اس پاک طریق کی کچھ پروا

اَور حاجت نہیں۔ اِس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر افسوس ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مسلّم النبوّت انبیاء کے حالات سے آنکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں۔ شرم کی بات ہے۔ کہ جن لوگوں کا اقرار ہے۔ کہ حضرت مسیح کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل جڑ اپنی ماں کی جہت سے وہی کثرت ازدواج ہے جس کی حضرت داؤد (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سَو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی۔ وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زنا کرنے کی مانند سمجھتے ہیں اور اِس پُر خُبث کلمہ کا نتیجہ جو حضرت مریم صدیقہ کی طرف عاید ہوتا ہے۔ اُس سے ذرا پرہیز نہیں کرتے اور باوجود اِس تمام بے اَدبی کے دعویٰ محبّت مسیح رکھتے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۱ تا صفحہ ۲۸۳)

پھر فرماتے ہیں۔ "ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں۔ وہ تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بُری نظر سے دیکھتی ہیں۔ گویا اُس پر ایمان نہیں رکھتیں۔ اُن کو معلوم نہیں۔ کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس اگر اسلام میں تعدّد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا۔ تو ایسی صورتیں جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آجاتی ہیں۔ اِس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا

ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے۔ یا اور کوئی ایسی صورت پیش آجائے۔ کہ عورت قابلِ رحم ہو۔ مگر بیکار ہو جائے۔ اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرّد پر صبر نہ کر سکے۔ تو ایسی صورت میں مرد کے قویٰ پر یہ ظلم ہے۔ کہ اس کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جائے۔ درحقیقت خدا کی شریعت نے انہی امور پر نظر کر کے مردوں کیلئے یہ راہ کھلی رکھی ہے۔ اور مجبوریوں کیوقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے۔ کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرالیں جو طلاق کے قائم مقام ہے۔ خدا کی شریعت دوا فروش کی دوکان کی مانند ہے۔ پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے۔ تو وہ دوکان چل نہیں سکتی۔ پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لئے ایسی پیش آجاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جسمیں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی۔ اور دوسرے صدہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں۔ اُن کا کچھ ذکر نہ تھا اسلئے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کر سکی۔ اور آخر امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا۔ سو اب سوچو کہ اس قانون سے انجیل کدھر گئی۔ اور اے عورتو فکر نہ کرو۔ جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرّف کی محتاج نہیں۔ اور اس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں۔ اگر عورت مرد کے تعدد ازدواج پر ناراض ہے۔ تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا۔ کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنیوالی تھیں اپنی شریعت میں انکا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی۔ سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو۔ بلکہ تم دُعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلاء سے محفوظ رکھے۔ بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے۔ جو دو جوروئیں کر کے انصاف نہیں کرتا۔ مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے موردِ قہر الٰہی مت بنو۔ ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائیگا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جائیگا۔ اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کیوجہ سے تعدد ازدواج کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن قضا و قدر کا قانون تمہارے لئے کھلا ہے۔ اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دُعا قضا و قدر کے قانون سے فائدہ اُٹھاؤ۔ کیونکہ قضا و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے۔ تقویٰ اختیار کرو دُنیا سے اور اُس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو۔ جو اُن کی

حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل وجان سے مطیع رہو بہت سا حصہ اُن کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ واری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نکرو۔ خیانت نکرو۔ چوری نکرو۔ گلہ نہ کرو۔ ایک عورت دوسری عورت پر بہتان نہ لگاوے"۔

(کشتی نوح صفحہ ۷۱،۷۲)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"چونکہ کئی مجبوریاں ایسی پیش آجاتی ہیں۔ جیسے بقائے نسل یا بقائے صحت یا ضروریات سیاسی وغیرہ جن میں ایک سے زیادہ شادیوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اسلام نے ایک سے زیادہ شادیوں کی بھی اجازت دی ہے۔ مگر شرط یہ کی ہے۔ کہ بیویوں میں انصاف قائم رکھا جائے۔ لباس میں۔ خوراک میں۔ جیب خرچ میں۔ تعلقات و سلوک میں بیویوں سو بالکل یکساں برتاؤ ہو۔ باری باری ایک ایک عورت کے پاس خاوند رہے۔ اور اگر ایسا نہ کرے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اُس کا حال ایسا ہی ہوگا۔ کہ گویا وہ آدھے دھڑ کے ساتھ اُٹھا ہے (ترمذی جلد اوّل صفحہ ۱۳۶ و نسائی جلد دوم صفحہ ۶)

کثرت ازدواج پر عام طور پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح طلاق پر۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ مغرب طلاق کی وجہ سے خدا کے مقدسوں کو پانچ چھ سو سال گالیاں دینے کے بعد اب اس بات کا قائل ہو رہا ہے۔ کہ طلاق کی بھی کوئی صورت ضرور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر ملک کا تمدن برباد ہو رہا ہے۔ کاش کہ وہ پہلے ہی سوچتا اور خدا کے برگزیدوں پر اعتراض کا خنجر نہ چلاتا اور کم سے کم بدکلامی نہ اختیار کرتا۔ تا آج کی شرمندگی کا دن اُسے میسر نہ آتا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ یورپ اب بھی اسلام کے قانون کو جس میں سب پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہو۔ ایک طرف طلاق کو جس قدر ہو سکے روکا گیا ہے۔ اور دوسری طرف آخری علاج کے طور پر اس کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ اختیار نہیں کرنا چاہتا۔ اور خدا کی بات کو چھوڑ کر خود نئے قوانین بنانا چاہتا ہے۔ جس کا نتیجہ ابھی سے خراب نکلنا شروع ہو گیا ہے۔ اور طلاق کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی سے نکاح کا وہ تقدس جو اہلی زندگی کی رُوحِ رواں ہے۔ برباد ہو رہا ہے۔ اور خطرہ ہے۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ بنیاد کھوکھلی ہو کر اُوپر کی عمارت کو بھی صدمہ پہنچائے۔

اَب رہا کثرتِ ازدواج کا مسئلہ اِس کی طرف ابھی تک مغرب نے سنجیدگی سے توجہ نہیں کی۔ لیکن آخر اس کو ایسا کرنا پڑے گا کیونکہ قدرت کے قوانین کا مقابلہ دیر تک نہیں کیا

جا سکتا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک عیاشی کا ذریعہ ہے۔ لیکن اگر اسلام کے احکام پر غور کیا جائے۔ تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ عیاشی نہیں بلکہ قربانی ہے۔ اور قربانی بھی عظیم الشان قربانی۔ عیاشی کسے کہتے ہیں؟ اسی کو کہ انسان اپنے دل کی خواہش کو پورا کرے۔ مگر اسلامی احکام کے ماتحت ایک سے زیادہ شادیوں میں دل کی خواہش کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟ اسلام حکم دیتا ہے۔ کہ ایک بیوی خواہ کتنی بھی پیاری ہو۔ اس کے ساتھ ظاہری معاملہ میں فرق نہ کرو۔ تمہارا دل اُسے خواہ اچھا لباس پہنانے کو چاہتا ہو۔ مگر تم اُس کو وہ لباس نہیں پہنا سکتے۔ جبتک کہ دوسری کو بھی ویسا ہی لباس نہ پہناؤ۔ تمہارا دل خواہ اُسے عمدہ کھانا کھلانے یا اُس کے پاس نوکر رکھ دینے کو چاہتا ہے۔ مگر اسلام کہتا ہے۔ کہ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ ایسا ہی سلوک دوسری بیوی سے نہ کرو۔ تمہارا دل خواہ ایک بیوی کے گھر کتنا ہی رہنے کو چاہتا ہو۔ مگر اسلام کہتا ہے۔ کہ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے جبتک اسی قدر تم دوسری بیوی کے پاس نہ رہو۔ یعنی برابر کی باری مقرر کرو۔ پھر تمہارا دل ایک بیوی سے خواہ کس قدر ہی اختلاط کو چاہتا ہو۔ اسلام کہتا ہے۔ بیشک تم اپنے دل کی خواہش کو پورا کرو۔ مگر اسی طرح تمہیں اپنی دوسری بیوی کے پاس جا کر بیٹھنا ہوگا۔ غرض سوائے دل کے تعلق کے جو کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ سلوک۔ معاملہ۔ امداد۔ خیر خواہی کسی امر میں فرق کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کیا یہ زندگی عیاشی کی کہلا سکتی ہے۔ یا یہ قوم اور ملک کے لئے یا ان فوائد کے لئے جن کے لئے دوسری شادی کیجاتی ہے ایک قربانی ہے۔ اور قربانی بھی کتنی بڑی قربانی؟

کیسا دُکھ اور صدمہ ہوتا ہے یہ دیکھکر کہ جو لوگ اسلامی احکام سے ایک ذرہ بھر بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ وہ صرف یہ سُنکر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زیادہ شادیاں کی تھیں۔ یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ کہ آپ کے اخلاق نعوذ باللہ بعد میں آکر خراب ہو گئے تھے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ آپ نے ملک اور قوم کی بہتری کے لئے شادیاں کیں۔ اور آپ کے انصاف کا حال پڑھکر انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ تاریخ اس پر شاہد ہے۔ کہ آپ کو عدل کا اس قدر خیال تھا۔ کہ آپ مرض موت کے شدید بخار کیحالت میں دو آدمیوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر جبکہ آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ ایک بیوی کے گھر سے دوسری بیوی کے گھر جاتے تھے۔ حتیٰ کہ وفات سے چند دن پہلے آپ کی بیویوں نے درخواست کی کہ آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ آپ ایک ہی گھر میں آرام سے رہیں۔ اور خود ہی انہوں نے عائشہؓ کا گھر تجویز کیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی

باب مرض النبیؐ و وفاتہ صـ۶۳۹ و صـ۶۴۰ و صـ۷۸۵)

بعض ایک سے زیادہ شادیوں کو ظلم قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ ظلم نہیں۔ کیونکہ ایسی ضرورتیں پیش آتی ہیں جب شادی نہ کرنا ظلم ہو جاتا ہے۔ ایک عورت جو پاگل ہو جائے۔ کوڑھی ہو جائے۔ یا اُس کی اولاد نہ ہو۔ اُس وقت اُس کا خاوند کیا کرے؟ اگر وُہ دوسری شادی نہیں کرے گا۔ اور کسی بدکاری وغیرہ میں مبتلا ہوگا۔ تو یہ اُس کا اپنی جان اور سوسائٹی پر ظلم ہوگا۔ اور اگر وہ کوڑھی ہے۔ تو اپنی جان پر ظلم ہوگا۔ اگر اولاد نہیں ہُوئی تو قوم پر ظلم ہوگا۔ اور اگر وہ پہلی عورت کو جُدا کر دے۔ تو یہ حد درجہ کی بے حیائی اور بے وفائی ہوگی۔ کہ جب تک تو وہ تندرست رہی یہ اُس کے ساتھ رہا۔ اور جب وہ اُس کی مدد کی سب اوقات سے زیادہ محتاج تھی اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔ غرض بہت سے مواقع ایسے پیش آتے ہیں۔ کہ دوسری شادی جائز ہی نہیں کہ یہ بہت کمزور لفظ ہے۔ بلکہ ضروری نہیں بلکہ ایک قومی فرض ہو جاتا ہے۔" (احمدیت یعنی حقیقی اسلام صـ۱۸۳ تا ۱۸۵)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے مورخہ ۳۰ ستمبر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا خطبہ نکاح پڑھتے ہوئے فرمایا:۔

"ہاں ایک بات تعدد ازدواج کے متعلق کہہ دیتا ہوں۔ اس بارہ میں بھی ہماری جماعت کے دوستوں کو حضور کی اقتدا کرنی اور حضور کے نمونہ پر چلنا چاہیئے۔ مَیں اپنی معلومات اور تجربہ کی بنا پر جانتا ہوں۔ کہ احمدیوں کے لئے لڑکیوں کے رشتے تلاش کرنے میں بہت سی دقتیں ہیں۔ اِس کا علاج ایک یہ بھی ہے۔ کہ تعدد ازدواج کو جاری کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ بعض عورتیں اسے ناپسند کرتی ہیں۔ اور اِسی طرح بعض مرد بھی اِس بات کو بُرا سمجھتے ہیں کہ کسی ایسی جگہ اپنی لڑکی کی شادی کریں۔ لیکن یہ قرآن کریم احادیث نبوی اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے خلاف ہے۔ کہ ایسا خیال کیا جائے۔ جس امر کو خدا نے جائز قرار دیا اُسے ناجائز کہنا گناہ ہے۔ جو عورتیں اسے ناپسند کرتی ہیں۔ وُہ دُعا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کے حالات کو بہتر بنا سکتا ہے۔ ولایت میں ایک نوجوان لیڈی میرے زیر تبلیغ تھی۔ مَیں نے اُسے نصیحت کی۔ کہ شادی کرو۔ اُس نے کہا کہ I dont believe in marriage مَیں نے اُسے کہا۔ اگر تمہاری والدہ بھی اسی عقیدہ کی ہوتیں۔ تو تمہارا وجود کس طرح دُنیا میں ہوتا۔ اِس پر وُہ ہنس پڑی۔ یہ فرائض ہیں جو خدا تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں۔ اور ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔

امریکہ میں مَیں نے ایک نوجوان عورت کو شادی کرنے کی نصیحت کی۔ تو اُس نے جواب دیا کہ تم مرد عورتوں کو بچے پیدا کرنے کی مشینیں سمجھتے ہو مَیں نے اُسے جواب دیا۔ کہ یہ صحیح نہیں۔ مَیں عورت کو اس سے بہت بلند سمجھتا ہوں لیکن یہ عورتوں کا

ہی فرض ہے۔ اگر وہ اسے ادا کرنا چھوڑ دیں۔ تو کیا مرد ادا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کے لئے جو فرائض مقرر کئے ہیں۔ اگر وہ خدا کی رضا پر چلتے ہوئے اُنہیں ادا کرتے چلے جائیں۔ تو سب کے لئے ثواب کا موجب ہو"۔ (الفضل ۲۷ر اکتوبر ۱۹۳۵ء)

اقوالِ زرّیں

(۱) نہایت عمدہ زرہ وہ ہے جو انسان کو ملامت کے تیروں سے محفوظ رکھے۔

(۲) جائز اور ناجائز کے متعلق پہلے دل سے فتویٰ پوچھ۔

(۳) بیوقوف مال طلب کرتا ہے مگر عقلمند کمال۔

(۴) آدمی کی زینت علم سے ہے۔ اور علم کی زینت عفت سے۔

(۵) جوانی پوڈر سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ جوانمردی کے کاموں سے۔

(۶) دولتمندی آرزوؤں سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ محنت شاقہ سے۔

(۷) بڑے لوگوں کے ساتھ رہنے سے چھوٹے بھی بڑے بن جاتے ہیں۔ جیسے پان کے پتے کے ساتھ ڈھاک کا پتہ نوابوں کے ہاتھ تک پہنچ جاتا ہے۔

(۸) سنجیدہ دل والے چھوٹے ہونے کے باوجود مہمات کو سر کر لیا کرتے ہیں۔ جیسے آنکھ کی پتلی کا تل آسمان کو گھیر لیتا ہے۔

(۹) کسی غریب انسان سے نفرت نہ کرو۔ بڑھ کا بیج سب سے چھوٹا ہوتا ہے۔

(۱۰) دُنیا کی تکلیف امیروں سے۔ اور آخرت کا افسانہ فقیروں سے پوچھ۔

(خاکسار مبارکہ شوکت بنت بابو عبداللطیف صاحب مرحوم)

کھوئے کا گلگلہ

دودھ ایک سیر نشاستہ ایک پاؤ۔ مغز بادام ۵ تولہ کھانڈ آدھ سیر۔ گھی ایک سیر۔

ترکیب۔ دودھ میں نشاستہ ڈالکر پکائیں۔ یہانتک کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ پھر اس میں چھٹانک بھر گھی ملا کر ہر گلگلہ میں ایک ایک بادام کا مغز رکھکر تلیں اور شیرہ شکر کا تار بند تیار رکھیں۔ گلگلہ تل کر اس میں ڈالتے جائیں۔ مگر آنچ نرم رہے ورنہ اندر سے کچے رہیں گے۔

گلگلہ انبہ

میدہ ایک سیر انبہ کا رس تین سیر شکر سفید ایک سیر گھی آدھ سیر۔

دارچینی پسی ہوئی ۲ ماشہ۔

میدہ کو انبہ کے رس میں معہ دارچینی کے خوب ملا لیں۔ اور شیرہ تار بند تیار رکھیں۔ گلگلے اُتار کر اس میں ڈالتے جائیں۔ مگر آنچ نرم رہے۔

(خاکسار لیاقت زمانی بیگم از بلب گڑھ)

شیخوپورہ میں تبلیغی جلسہ

یکم اکتوبر قریباً تین بجے

مستورات کا ایک جلسہ شیخوپورہ میں منعقد ہوا۔ زبیدہ بیگم بنت حکیم محمد عبد الجلیل صاحب بھیروی نے تلاوت قرآن مجید کی پھر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر کی۔ اس کے بعد جمیلہ اختر بنت چوہدری شمشیر علی صاحب نے نظم پڑھی۔ پھر سکینہ بیگم صاحبہ بنت حکیم محمد عبد الجلیل صاحب نے ایک مضمون سُنایا۔ بعد ازاں سکینہ بیگم اور زبیدہ دونوں نے مل کر نظم پڑھی اور دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہُوا ؂ (سیکرٹری)

حل طلب معمہ

نیچے پانچ بادشاہوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ نیز ہر بادشاہ کے ملک کا نام بھی ہے۔ دماغ پر تھوڑا سا زور ڈالیں۔ اور معمہ اپنے طور پر حل کرنے کی کوشش کریں ؂

۱	×	ا	×	ر	ہندوستان
۲	×	س	×	د	چین
۳	ا	★	ک	×	سویڈن
۴	ج	×	ن	×	حبش
۵	×	ل	×	م	ہالینڈ

(خاکسار الیف۔ رحیم۔ قادیان)

وصیّت

۴۴۲۰: منکہ فضل خیر زوجہ محمد شریف صاحب قوم شیخ ککے زئی عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت $\frac{12}{25}$ ۲۷ سکنہ قادیان آج بتاریخ ۶ر اگست ۱۹۳۵ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیّت کرتی ہوں :-

اوّل۔ میرا حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ ہے۔ مہر میں سے نصف اپنے خاوند سے وصُول کر چکی ہوں۔ اور باقی نصف وصول کرلونگی۔ اور زیور کی قیمت مبلغ یکصد روپیہ تھی جسکو بیچ کر مَیں زمین خرید کرچکی ہوں۔ کل جائیداد مبلغ -/۶۰۰ ہوئی جس کے $\frac{1}{10}$ حصّہ کی وصیّت بحق صدر انجمن احمدیّہ قادیان کرتی ہوں ؂

دوم۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی -/۱۵ ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیّہ قادیان کرتی رہوں گی ؂

سوم۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اُس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصّہ کی صدر انجمن احمدیّہ مالک ہوگی ؂

چہارم۔ اگر مَیں کوئی [illegible] [illegible]ئیداد بمد وصیّت داخل خزانہ صدر انجمن [illegible] کے رسید حاصل کرلوں تو وہ [illegible]قم وصیّت کردہ حصّہ سے منہا کردی جائیگی ؂

العبد :- نشان انگوٹھا فضل خیر موصیہ ؂ گواہ شد :- نشان انگوٹھا مستری گوہر دین قادیان ؂ گواہ شد :- محمد شریف خاوند موصیہ ؂ گواہ شد :- رحمت اللہ اسسٹنٹ مینیجر "الفضل" ؂ گواہ شد :- عبد الرحمن مدرس مدرسہ احمدیہ ؂

پھُول

نوٹ :۔ یہ پھُول میز پوش یا تکیہ کے غلاف پر ڈی۔ ایم سی کاٹن کے مختلف رنگوں سے حسب پسند کاڑھیں۔ پتّے اور گملہ ایک رنگ کا ہو۔ اور پھُول کا الگ رنگ ہو ؛

(خاکسار مبارکہ شوکت بنت بابو عبداللطیف صاحب مرحوم)

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا ؛